شاہ ہمدانؒ ایک وسیع المشرب داعی —— ایک علمی وفکری مطالعہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہٖ الکریم : اما بعد قال اللہ تعالی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون .

اسلامی تہذیب میں ایسے الفاظ واصطلاحات کی ایک پوری روایت موجود ہے جو نہ صرف فکری عمق بلکہ اخلاقی وسعت کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔انھی اصطلاحات میں سے ایک نہایت اہم اصطلاح "وسیع المشرب" ہے۔یہ تعبیر عام طور پر ایسے شخص یا طرزِ فکر کے لیے استعمال ہوتی ہے جو رواداری، کشادہ نظری، علمی تنوع، اور اختلافِ رائے کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

یہ اصطلاح صوفیانہ ادب میں خاص طور پر رائج رہی، مگر اس کی جڑیں قرآن وسنت کے بنیادی اخلاقی اصولوں میں پیوست ہیں۔ میں نے جو مقالہ لکھا ہے اس پر یہ مختصر سا مقالہ لکھنے کا مقصد میرے مقالے "شاہ ہمدان بحیثیت وسیع المشرب داعی" کے عنوان میں درج '' وسیع المشرب'' اصطلاح کی لغوی، اصطلاحی، تاریخی اور فکری جہات کا جائزہ لینا ہے تاکہ اس کے صحیح معنی اور اس کے عملی مظاہر کو سمجھا جا سکے۔

سب سے پہلے میں اس اصطلاح کی لفظی ترکیب کا تجزیہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔یہ اصطلاح دو لفظوں سے مرکب ہے۔ وسیع اور مشرب۔''وسیع'' عربی لفظ وَسِعَ۔یَسَعُ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: گنجائش رکھنا، فراخ ہونا، پھیل جانا، وسعت رکھنا''۔قرآنِ مجید میں یہ لفظ متعدد مواقع پر آیا ہے، مثلاً: وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ (البقرہ:255)یعنی''اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر محیط ہے''۔یہاں'' وسع'' وسعت، فراخی، اور احاطے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اور''مشرب'' کا مادہ ''شرب'' ہے، جس کے معنی پینے کے ہیں۔عربی لغت میں ''مشرب''اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں سے پانی پیا جائے، یا وہ راستہ یا طرزِ حیات جسے کوئی شخص اختیار کرے۔فارسی وارد وادب میں ''مشرب'' کا مفہوم صرف ظاہری نہیں بلکہ فکری وروحانی رجحان کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔اس طرح ''وسیع المشرب'' کا لغوی معنی ہوا ''وہ شخص یا طرزِ فکر جو فکری یا عملی اعتبار سے وسیع دائرہ رکھتا ہو''۔

<u>**لغوی جہت:**</u>

اب اس اصطلاح کو لغات میں تعریفوں کے زاویے سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔فرہنگِ آصفیہ میں اس کی تعریف اس طرح درج ہے کہ''وسیع المشرب وہ فرد ہے جو فراخ دل، روادار، کشادہ نظر، تنگ نظری سے پاک ہو۔''لغت نامہ دہخدا (فارسی) از محقق علی اکبر دہخدا میں رقمطراز ہے کہ''وسیع المشرب کسی ایسے فرد کے لیے بولا جاتا ہے جو مختلف خیالات کو قبول کر سکے اور اختلاف کو برداشت کرے۔[2] ریختہ لغت میں'' آزاد خیال، کشادہ دل، وسعتِ نظر رکھنے والے فرد کو وسیع المشرب کہتے ہیں۔''[3]

یہ تمام تعریفیں بتاتی ہیں کہ '' وسیع المشرب اصطلاح جو میں نے حضرت شاہ ہمدان کے لیے استعمال کی ہے '' محض ایک لغوی اور اتفاقی ترکیب نہیں بلکہ یہ ایک اخلاقی و فکری وصف اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہے۔ لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس اصطلاح کو تاریخی و فکری پس منظر میں دیکھا جائے۔ تاکہ داعیان عظام اس اصطلاح کو فقہی تناظر میں تلفیق نہ سمجھیں اور تلفیق اور اس اصطلاح کے معنی میں جو معنوی بُعد ہے وہ واضح ہو جائے۔

معزز حضرات:

قرانی جہت:

قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ میں وسعتِ مشرب کا جوہر موجود ہے۔ قرآن نے اہلِ ایمان کو حکم دیا: **وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ** (النحل:125) اور ان سے بہترین انداز میں بحث کرو۔ یہ آیت محض مناظرانہ طرزِ گفتگو نہیں بلکہ فکری وسعت کا منشور ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے بھی اختلافِ رائے کو برداشت کیا۔۔۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: '' اختلاف اُمتی رحمۃ '' ۴۔۔۔ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ یہی وہ فکری بنیاد ہے جس سے بعد میں '' وسیع المشرب '' ہونے کا تصور صوفیانہ اور علمی روایت میں منتقل ہوا۔

صوفیانہ جہت:

صوفیہ کرام نے اس لفظ کو روحانی وسعت کے معنی میں استعمال کیا۔

حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت محی الدین ابن عربیؒ، حضرت شاہ ہمدانؒ، اور حضرت مولانا رومؒ جیسے اکابرین نے اس وسعت کو روحانی و معرفتی تناظر میں سمجھا۔

مولانا رومؒ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است ۵

یعنی دل کو وسیع اور نرم رکھنا سب سے بڑی عبادت ہے۔

ہمدانی جہت:

اسی طرح شاہ ہمدانؒ کے دعوتی منہج میں '' وسعتِ مشرب '' نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اُنہوں نے کشمیر میں اسلام کی اشاعت کے دوران نہ صرف مقامی تہذیب کے عناصر کا احترام کیا بلکہ اُنہیں اسلامی اخلاقی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ ان کا بحیثیت شافعی حنفی مسلک کو برداشت کرنا اس کی وسعت فکر و نظر کی بین مثال ہے۔ اب دیکھیے جس امامؒ کو حضرت شاہ ہمدانؒ نے فقہی باب میں قبول کیا وہ امام شافعی ہیں اگرچہ کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے حنفی تھے۔ تاہم بعد میں ان کا شافعی ہونا تاریخی اعتبار سے ثابت ہے۔ امام شافعیؒ ہی سے یہ قول منسوب ہے کہ ؎

ان کان رفضاً حب آل محمد

فلیشہد ثقلان انی رافض ۶

اس میں وسعت فکر ونظر کے دریا بہہ رہے ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کچھ لوگ آل محمدؐ سے انتہادرجے کی محبت رکھنے کی وجہ سے رافضی ہونے کا طعنہ دیتے تھے۔تو انہوں نے ان کو اس شعر کے ذریعے سے جواب دیا کہ اگر تمہاری لغت میں رفض کا مطلب صرف ''آل محمدؐ کی محبت ہی ہے تو پھر میں وہی یعنی محبت والا رافضی ہوں''۔تاہم ان کے اس شعر میں نحوی اور بلاغی اعتبار سے ایک لطیف اشارہ موجود ہے کہ رفض حب آل محمدؐ ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اصطلاحی اعتبار سے اس کا اور ایک مفہوم بھی رائج ہے جسے وہ قبول نہیں کرتا۔امام نے اس جملے میں احتمال اور احتجاج دونوں کو جمع کیا۔یہ ان کا ادبی کمال ہے۔

ٹھیک یہی حال دعوتی دنیا میں شاہ ہمدان کے ساتھ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔جہاں ''رسالہ اربعین امیریہ'' کی بنیاد پر ان کو کچھ شیعہ حضرات شیعہ سمجھتے ہیں وہیں ان کے شیعہ ہونے کی نفی ان کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو انہوں نے ذخیرۃ الملوک میں درج کیے ہیں کہ ''ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کے اصول پھیلائے''اور اپنے ''رسالہ خواطریہ'' میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو صحابہ کرامؓ پر طعن کرتے ہیں۔ ذخیرۃ الموک میں فرماتے ہیں ''صحابہ کرام بعد از نبی بہترین خلق اند و بہترین ایشان چون ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین''۔ ۷(ذخیرۃ الملوک ص ۴ رسید میر علی ہمدانیؒ از ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر ص ۱۶۴)

بہر کیف حب آل بیت اطہارؓ اور عظمت صحابہ کبارؓ کو ''رسالہ ذکریہ'' میں اس طرح یکجا کرتے ہیں: ''اہل بیت او سموس عالم حقیقت اند و صحابہ کرام کہ نجوم فلک طریقت اند'' ۸۔اس طرح ہم یہ رائے قائم کرنے میں حق بجانب ہونگے کہ وہ ایک ایسے وسیع المشرب داعی تھے جو مذہبی تعصّبات اور فرقہ وارانہ خصومات سے بالاتر تھے۔اسی تناظر میں پیر رومیؒ فرماتے ہیں کہ

سرحق برتو گردد منجلی

اے گرفتار بوبکرؓ و علیؓ

مطلب یہ کہ صحابہؓ اور اہل بیت اطہارؓ کو ایک دوسرے کے مقابل پیش کرنے والے روحانیت سے بیگانہ رہتے ہیں۔لہٰذا علامہ اقبال ہمیں اس باب میں ہشیار رہنے کا مشورہ دیتے ہیں فرماتے ہیں

ای کہ نشناسی خفی را از جلی ہشیار باش

ای گرفتار ابوبکرؓ و علی ہشیار باش ۹

عصری جہت:

اس اصطلاح کی عصری معنویت اس اعتبار سے اور بڑھتی ہے کہ اس وقت امت مسلمہ اس موڑ پر کھڑی ہے کہ یہ کسی بھی طرح فکری تحذب اور مناقشہ اندازی کو برداشت نہیں کرسکتی۔کیونکہ اغیار چہار سو اس امت کو بکھرنے اور حتمی اعتبار سے ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو ''اظہار منکر'' کے منفی دعوتی انداز کو چھوڑ کر مذکورہ بزرگوں کے ''ازالۂ منکر'' کے مثبت پہلو کو پکڑنا وقت کی اہم اور اشد ضرورت ہے۔اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو وسیع المشرب ہونا دراصل Tolerance (رواداری) اور وحدت میں کثرت یعنی Unity in Diversity کا اسلامی مظہر ہے۔یہ اصطلاح کسی غیر یقینی یا لبرل رویّے کی علامت نہیں بلکہ علمی توازن اور

اخلاقی وسعت کا نام ہے۔فقہا میں بھی یہ وصف پایا جاتا ہے۔امام ابو حنیفہؒ نے اپنے شاگردوں کو رائے کی آزادی دی،امام شافعیؒ نے فرمایا:''میری رائے درست ہے مگر اس میں خطا کا امکان ہے،اور مخالف کی رائے غلط ہے مگر اس میں درست ہونے کا امکان ہے۔''

مولانا عمر پالنپوریؒ کا یہ کہنا کہ بریلویوں کو بدعتی مت کہو بلکہ محبتی کہو اور دیو بندیوں کو وہابی مت کہو بلکہ سنتی کہو اور خود کو تبلیغی کہو اسی اعلیٰ ظرفی کا مظہر ہے۔یہی وسیع المشربی ہے— کہ انسان اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے بھی دوسروں کی رائے کو رد نہیں کرتا۔

عملی جہت:

لہٰذا عصر حاظر میں اس کی عملی جہت یہ ہوگی کہ مختلف مسالک،طبقات اور مذاہب کے ساتھ خیر خواہی اور تحمل کا رویہ روا رکھا جائے ۔کیونکہ آج کے دور میں "وسیع المشرب" ہونا،علمی اور سماجی سطح پر ازحد ضروری بن چکا ہے۔جدید دنیا میں مذہبی شدت پسندی،فکری انانیت اور ثقافتی تناؤ نے انسانوں کے درمیان فاصلے بڑھا دیے ہیں۔ایسے ماحول میں''وسیع المشرب''طرزِ فکر ایک bridge of understanding کا کردار ادا کرتا ہے۔یہی رویہ تعلیمی اداروں،بین المذاہب مکالمے،اور سوشل پلیٹ فارمز پر امن بقائے باہمی کی بنیاد بن سکتا ہے۔معاصر مفکرین جیسے ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے بھی اسی وسعتِ فکر کی دعوت دی۔اقبال جو شاہ ہمدان کو معمار امم کہہ کر پکارتے ہیں نے اپنے خطبات میں کہا''اسلام ایک زندہ حقیقت ہے،جو تغیرِ زمانہ کے ساتھ خود کو نئے معانی میں ظاہر کرتی ہے''۱۰۔یہ اقبال کا''وسیع المشرب اسلام''کا تصور ہے— جو جمود کے بجائے اجتہاد،اور تفرقے کے بجائے اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔یہی رویہ امت میں اتحاد، مکالمے،اور اخلاقی ترقی کا راستہ کھول سکتا ہے۔

شاہ ہمدان نے جو دعوتی منہج ہم کو دیا وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ایک داعی کو عصر حاضر میں تمام فرق و مسالک کا علم ہونا چاہیے تاکہ وہ قرانی اسلوب میں احسن طریقے سے دعوت کا فریضہ انجام دے سکے۔اس اعتبار سے شاہ ہمدان کا پیرو''ہمہ دان'' یعنی سب کچھ جاننے والا ہونا چاہیے۔اور یہ دعوتی اسلوب''ہمہ دانیت'' سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔کیونکہ فارسی ادب میں''ہمہ دان''"ایسے شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو مختلف علوم و فنون میں ماہر ہو— یعنی وسیع العلم یا جامع المعارف۔اللہ تعالیٰ ہمیں وسعت فکر و نظر سے نوازے اور امت کی بھلائی کے لیے ہم سے دعوتی محاذ پر اپنے منشے کے مطابق کام لے لے۔آمین

سالکؔ بلال احمد

نائب سرپرست ماہنامہ راہ نجات بارہمولہ و ممبر مجلس علمی جموں و کشمیر